© rasailojaraid.com

تعلقاتِ باہمی کے لیے بین المذاہب مکالمہ کی ضرورت واہمیت

(اسوۂ حسنہؐ کا مطالعہ)

ڈاکٹر محمد عبداللہ*

زیرِ نظر موضوع کی ضرورت:

اسلام نے دیگر اقوام و مذاہب سے تعلقات باہمی کے لیے مکالمہ بین المذاہب کا دروازہ صدرِ اول ہی سے کھلا رکھا ہے اور مسلمانوں کی تاریخ اس امر پر شاہد ہے کہ ہر دور میں انہوں نے دیگر اقوام و ملل کے ساتھ حسنِ سلوک اور رواداری کا سلوک کیا یہاں تک کہ جنگ کی حالت میں بھی مسلمانوں نے اس طرزِ عمل کو ترک نہیں کیا تاہم 9/11 کے بعد جب کہ اسلام پر چہار سو اعتراضات کی بوچھاڑ ہو رہی ہے اور ببانگِ دہل بعض متعصب ممالک و اقوام کی طرف سے اسلام اور مسلمانوں پر دہشت گردی، علیحدگی پسند اور تنگ نظری کی پھبتیاں کسی جا رہی ہیں تو ان حالات میں تو اور بھی تعلقات باہمی کے لیے مکالمہ بین المذاہب کی ضرورت بڑھ جاتی ہے کہ آج کے عالمی تناظر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوۂ حسنہ اور تعلیماتِ نبوی کی روشنی میں اس پہلو کو اجاگر کیا جائے۔

مکالمہ بین المذاہب کیا ہے؟

مکالمہ بین المذاہب (Interfaith Dialogue) کے بارے میں ہمارے بعض دانش وروں کا کہنا ہے کہ یہ مغرب سے درآمد شدہ ایک اصطلاح ہے اور جسے مستشرقین نے اپنے مقاصد کے حصول کے لئے وضع کیا ہے اس اصطلاح یا دوسرے لفظوں میں اس طریقے کے ذریعے مغرب یا مستشرقین اپنے افکار و نظریات مسلمانوں پر مسلط کرنا چاہتے ہیں۔ اس سے ان کا مقصود برابری کی سطح پر تبادلہ خیال یا غلط فہمیاں دور کرنا نہیں ہے بلکہ اسلام اور مسلمانوں میں مزید شکوک و شبہات پیدا کرنا ہے لہذا مسلمانوں کو مغرب یا مسیحیت کے اس جھانسے میں نہیں آنا چاہیے۔ اسی طرح بعض مفکرین کے خیال میں ہر دور میں 'مکالمہ بین المذاہب' کے مقاصد مغرب یا مستشرقین کے نزدیک مختلف رہے ہیں ان تمام نقطہ ہائے نظر سے اختلاف یا اتفاق کیا جا سکتا ہے۔

---

* لیکچرار، شعبہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی لاہور۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تاہم یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اسلام دیگر مذاہب کے ساتھ مکالمہ اور بات چیت (Interaction) چاہتا ہے کیا ہم اس اصطلاح کے ذریعے اسلام کے پیغام کو دوسروں تک نہیں پہنچا سکتے۔ قرآن حکیم نے ان الفاظ کے ساتھ دیگر ادیان و مذاہب کو بالعموم اور اہل کتاب کو بالخصوص ''کلمہ سواء'' کی جو دعوت دی ہے وہ کیا ہے؟

ہمارے خیال میں دیگر مذاہب ونظریات کے حامل افراد کو مشترکہ کلمہ کی دعوت ہی مکالمہ بین المذاہب ہے۔ گویا ایسا پلیٹ فارم جس کے ذریعے دیگر مذاہب ونظریات کے حامل افراد سے تبادلہ خیال کیا جا سکے۔ ان سے رابطہ (Interaction) کیا جا سکے۔ وسیع تر مفہوم میں یہ مکالمہ بین التہذیب (Inter Civilization Dialogue) بھی ہو سکتا ہے۔ اسلام کی دعوت وتعلیمات ان لوگوں تک پہنچانا مکالمہ بین المذاہب کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ مزید براں جو غلط فہمیاں محض جہالت، بے خبری اور تعصب کے نتیجے میں پیدا ہو سکتی ہیں وہ اس قربت، رابطہ Interaction اور مکالمہ کے ذریعے دور کی جا سکتی ہیں۔

اسلام ایک عالم گیر دین ہے اس کی دعوت اور پیغام پوری دنیا کے لئے اور قیامت تک کے انسانوں کے لئے ہے۔ وہ کسی طرح بھی اقوام عالم سے کٹ نہیں سکتا بلکہ وہ ان کے ساتھ محبت، رواداری اور عمدہ اخلاق کے ساتھ رہنا چاہتا ہے۔ وہ دشمن کے دل کو بھی محبت کے ذریعے جیتنا چاہتا ہے جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے۔

وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلَا السَّیِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ (۱)

اور نہیں یکساں ہو سکتی نیکی اور نہ بدی۔ دفع کرو برائی کو یہ ایسے طریقہ سے جو بہترین ہو پھر تم دیکھو گے کہ وہی شخص جس کے اور تمہارے درمیان عداوت تھی گویا کہ وہ جگری دوست بن گیا ہے۔

تعلقات باہمی کے لئے اسوۂ حسنہ سے رہنمائی:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسوۂ حسنہ زندگی کے ہر پہلو کے لئے مشعلِ راہ کا کام دیتا ہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ (۲)

یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ کی ذات ہی بہترین نمونہ ہے۔

انسانی معاشرہ وتمدن ترقی کی جن منازل تک پہنچ جائے اور جس قسم کے مسائل سے دو چار ہو ہمارا یہ ایمان ویقین ہے کہ وہ حضور نبی کریم وتسلیمؐ کی رہنمائی کے بغیر کامیابی سے ہم کنار نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ ہم دیکھنا یہ چاہیں گے کہ تعلقات باہمی کے لیے آج کی صورت حال میں سیرتِ طیبہ ہماری کس طرح رہنمائی کرتی ہے۔

جیسا کہ آپ سب حضرات اس امر سے بخوبی آگاہ ہیں کہ سرورِ کائنات کی حیاتِ طیبہ دو حصوں میں منقسم ہے ایک مکی دور دوسرا مدنی دور۔ ہر دور کے حوالے سے آپ کے طرزِ عمل کے چند پہلو موضوع کی مناسبت سے اصحابِ فکر کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں۔

مکی دور کا سب سے پہلا نمونہ تو وہ ماحول ہے جس میں آپ نے آنکھ کھولی۔ پورا نظام کفر، شرک اور گمراہی پر مبنی ہے بالعموم اس دور کو ہمارے سیرت نگار ''زمانہ جاہلیت'' سے تعبیر کرتے ہیں۔ کفر وشرک پر مبنی اس معاشرت اور تمدن میں آپ نے سماجی سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لیا۔ خیر وفلاح کے جو کام اس معاشرہ میں ممکن ہو سکتے تھے ایک مفید شہری کی حیثیت سے سرانجام دیئے خواہ وہ حلف الفضول میں شرکت ہو یا حرب فجار میں۔ حجر اسود کی تنصیب میں ثالثی کا کردار ہو یا شام ویمن میں تجارت کا معاملہ۔ آپ نے سماجی زندگی سے علیحدگی اختیار نہیں کی۔ (۳)

اسی معاشرہ میں انہی لوگوں نے آپ کے پاکیزہ کردار اور حسن معاملہ ہی کی بدولت صادق وامین کے لقب سے نوازا۔ مکی زندگی کے اسی مرحلے میں آپ نبوت ورسالت سے سرفراز کیئے گئے۔ کفر وشرک اور جاہلیت پر مبنی اسی معاشرہ میں اعلانِ حق فرماتے ہیں۔ وہی معاشرہ وہی لوگ جنہوں نے آپ کی پاکیزہ زندگی اور عمدہ اخلاق کی وجہ سے صادق وامین کا خطاب دیا تھا۔ یکسر مخالف ہو جاتی ہے۔ استہزاء، تحقیر، تکذیب اور تعذیب کا وہ کون سا ہتھیار تھا جو آپ کے خلاف استعمال نہ کیا گیا ہو۔ (۴) مگر آپ پیغامِ حق کے لئے مکہ کے گلی کوچوں میں گئے۔ قبائل کے پاس بھی گئے۔ طائف کی سنگلاخ وادیوں میں بھی پیغام حق سنایا۔ شعب ابی طالب کی صورت میں معاشرتی مقاطعہ کا سامنا بھی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کیا۔مکہ کی گلیاں اور درودیوار آپ کے لیے اجنبی ٹھرے جہاں آپ کی زندگی کے ماہ وسال بسر ہوئے تھے۔

حالات جس قدر بھی سنگین ہوئے ایک تو آپ نے تصادم اور ٹکراؤ کی راہ اختیار نہیں کی اور کفوا یدیکم کے مصداق اہل ایمان کو بھی اسی طرزِ عمل کا سبق دیا۔ دوسرا آپؐ معاشرے سے کٹے نہیں۔ مکالمہ کے لئے قربت اور باہمی روابط کا ہونا از حد ضروری ہے۔

آج کے عالمی حالات پر ہم اگر نظر ڈالیں تو اہل مکہ کے رویہ کے حامل کئی ملک دنیا میں نظر آئیں گے۔ یہاں پر ہمیں آپ کا مکی اسوۂ حسنہ مدنظر رکھنا چاہیے۔ مکالمہ اور دعوت اسلام کی حکمت عملی اس عمل کا تقاضا کرتی ہے کہ ان ممالک میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل ایمان کا سا طرز عمل اختیار کریں۔ خفیہ حکمت عملی کو اپنائیں۔ ہم ٹکراؤ اور تصادم کی پالیسی اختیار نہ کریں اور نہ ایسے ممالک اور معاشرہ سے لاتعلقی اختیار کریں بلکہ اصلاح اور مکالمہ کی مسلسل کوشش کریں۔

مکی زندگی کا ایک اور نمونہ ہمارے سامنے ہے اور اس میں بڑے دلچسپ پہلو سامنے آتے ہیں۔ اگرچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم براہ راست تو اس میں شامل نہ تھے لیکن آپ ہی کی ہدایت پر سب کچھ ہوا۔

مکہ کی سرزمین جب اہل ایمان کے لئے تنگ پڑ گئی اور تعذیب وتشدد حد سے بڑھ گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل ایمان کو "راستے کی سرزمین" حبشہ کی طرف ہجرت کا حکم دیا۔ حالانکہ آپ خوب جانتے تھے کہ وہ ایک مسیحی ریاست ہے۔ حبشہ کا حاکم نجاشی اپنی نیک نامی اور انصاف پسندی کی خوب شہرت رکھتا تھا۔ چنانچہ آپ نے اپنے چچازاد جعفر طیار کو ایک مختصر عریضہ دے کر نجاشی کے پاس بھیجا اس میں تحریر تھا۔ کہ میں اپنے چچازاد جعفر کو آپ کے پاس روانہ کر رہا ہوں ان کے ساتھ مسلمانوں کی ایک جماعت ہے۔ جب یہ آپ کے پاس آئیں تو ان کی توقیر کیجئے اور ان پر جبر نہ کیجئے"۔(۵) اس تفصیل کا یہاں نہ موقع ہے اور نہ وقت کہ کس طرح اہل مکہ نے اہل ایمان کی ایک مختصر جماعت کا تعاقب کیا۔ اور کس طرح کامیاب سفارت کاری کے ذریعے نجاشی کے دربار میں پہنچے۔ نجاشی نے فریقین کا موقف پوری توجہ سے سنا اور ٹھنڈے دماغ سے اس پر غور کیا اور پھر یہ فیصلہ صادر کیا جاؤ تم لوگ میری سلطنت میں مامون ومحفوظ ہو جو کوئی تمہیں تنگ کرے گا اس پر جرمانہ ہوگا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سیرت نگاروں کے بیان کے مطابق مسلمانوں کی یہ جماعت نبوت کے پانچویں سال حبشہ میں آئی۔ان مہاجرین میں اضافہ بھی ہوتا رہا۔سیرت نگاروں کے مطابق مہاجرین حبشہ کا آخری قافلہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی قیادت میں یوم خیبر ۷ھ میں مدینہ پہنچا۔

آپ سب جانتے ہیں کہ یہ مسلمان حبشہ میں تیرہ برس تک کم وبیش رہے۔نجاشی کی طرف سے انہیں عقیدے اور عبادت کی مکمل آزادی تھی۔انہوں نے وہاں کے ماحول میں معاشرتی زندگی میں بھرپور حصہ لیا۔ایمان کی شمع جس بھی دل میں ہو ماحول کو اپنی روشنی سے ضرور منور کرے گی۔لیکن ان کے طرز عمل کی (مسیحی) ریاست کے خلاف کوئی شکایت نہیں تھی۔اور نہ مقامی باشندوں نے کوئی شکایت کی۔ان مسلمانوں نے وہاں کے قوانین اور ضوابط کی کس حد تک پابندی کی۔نجاشی کی طرف سے کیا خصوصی مراعات حاصل تھیں اور سب سے بڑھ کر ایک غالب تہذیب (Dominent Culture) اور معاشرت میں ان مسلمانوں نے اپنے تشخص کو کس طرح محفوظ رکھا۔نجاشی کے اس طرز عمل اور عمدہ برتاؤ کے پیش نظر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے کیا دعائیں کی۔اور جب ایک مرتبہ حبشہ کی سلامتی کو خطرہ ہوا تو کس طرح مسلمانوں نے نجاشی کا ساتھ دیا۔مزید براں جب مسلمانوں کے محسن کی وفات ہوئی تو رسول اکرمؐ نے مدینہ میں ان کی غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھائی۔(۶)

بین المذاہب تعلقات کے ضمن میں ہجرت حبشہ کا تحقیقی مطالعہ آج کے دور میں انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔یقیناً آج کی دنیا پر نظر دوڑائیں تو ایک دو نہیں بہت سے ایسے ممالک نظر آئیں گے جہاں کی عوام مسلمانوں کے لئے نرم گوشہ رکھتے ہیں بلکہ بعض حکمران بھی اپنے جذبات میں وہ شدت نہیں رکھتے۔ایسے ممالک میں بسنے والے مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ نجاشی اور حبشہ کے حالات کو پیش نظر رکھیں اور دعوت اور مکالمہ کے لئے ایسی زرخیز زمین کو اپنے لئے غنیمت سمجھیں اور تعلقات باہمی کو فروغ دیں۔

مکی دور کے ان دونمونوں کی طرح مدنی دور کے دونمونے بھی پیش خدمت ہیں۔مدینہ میں اگرچہ حالات مکہ کی نسبت مختلف تھے۔یہاں پر آپ کی آمد سے پہلے اسلام کی آبیاری ہوچکی تھی اور مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد یہاں موجود تھی۔(۷) جنہوں نے نہ صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کو مدینہ آنے کی دعوت دی بلکہ نصرت وحمایت کا بھرپور یقین دلایا۔ تاہم مدینہ کی ساخت (Multicaltural Society) پر مبنی تھی اوس اور خزرج کے علاوہ یہودی قبائل یہاں کا بااثر طبقہ تھا۔ چنانچہ کئی ایک مسائل کا یہاں بھی سامنا تھا۔ مہاجرین کی آبادکاری بھی مقصود تھی۔ اسلام کی اشاعت امن وامان کا قیام بھی ناگزیر تھا۔ اسلام جو ابھی تک اعتقادی وفکری سطح پر تھا اس کو بھی ایک نظام کی شکل میں لانا مقصود تھا۔ چنانچہ ھجرت کے دوسرے ہی سال آپؐ نے یہاں کے باشندوں کے ساتھ تعلقات باہمی کے لئے ایک معاہدہ کیا جسے میثاقِ مدینہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

تعلقاتِ باہمی کے لئے میثاق مدینہ ایک چارٹر کی حیثیت رکھتا ہے۔ چند دفعات ملاحظہ ہوں۔

۱۔ للیهود دینهم وللمسلمین دینهم.

یہود کے لئے ان کا دین اور مسلمانوں کے لئے ان کا دین (گویا یہود اور مسلمان اپنے مذہب پر عمل کرنے میں آزاد ہوں گے)

۲۔ انّ بینهم النصح والنصیحة والبر دون الاثم.

ان کے باہمی تعلقات خیر خواہی، خیر سگالی اور نیکی اور بھلائی کے ہوں گے، جرم اور گناہ کے نہیں۔

۳۔ انّ النّصر للمظلوم جو مظلوم ہوگا اس کی مدد کی جائے گی۔

۴۔ انّ یثرب حرام جو فها لا هل هذه الصحیفة.

یثرب کی وادی اس میثاق کے فریقوں کے لئے واجب الاحترام ہوگی۔

۵۔ ان الجار کا لنّفس غیر مضار والاثم۔(۸)

پڑوس اور پناہ دینے والوں کے وہی حقوق ہوں گے جو اپنی ذات کے۔

محمد حسین ھیکل لکھتے ہیں: یہ وہ تحریری معاہدہ ہے جس کی بدولت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال قبل ایک ایسا ضابطہ انسانی معاشرہ میں قائم کیا جس سے شرکاء معاہدہ میں سرکردہ اور ہر فرد کو اپنے اپنے عقیدہ و مذہب کی آزادی کا حق حاصل ہوا۔ انسانی زندگی کی حرمت قائم ہوئی۔(۹)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے اس میثاق کو دنیا کا پہلا تحریری دستور بتایا ہے۔ چنانچہ اس معاہدہ میں جہاں قبائل یہود کو داخلی خود مختاری دی گئی وہیں قدیم رسوم ورواج کو برقرار رکھا گیا سب سے بڑھ کر مدینہ کے دفاع کو (باہر کے دشمن سے) یقینی بنایا گیا اور فریقین نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیادت وقیادت کو قبول کر کے ایک مرکزیت کی بنیاد رکھ دی۔ یہ ایک طرح کا مقامی سطح کا معاہدہ تھا۔(۱۰) میثاقِ مدینہ بین المذاہب تعلقات کے لئے ایسی دستاویز ہے جو آج بھی Multi Cultural Society یا Multi Religion Society میں مکالمہ کا کام دے سکتی ہے۔

مدنی زندگی کا دوسرا اسوۂ وہ ہے جو مقامی سطح سے بلند ہو کر قومی و بین الاقوامی سطح پر معاہدات وخطوط کا ہے۔

وہی مشرکین مکہ جو آپؐ کے خون کے پیاسے تھے اور جنہوں نے آپؐ کو مکہ چھوڑنے پر مجبور کر دیا تھا۔ رحمت عالم نے ایک معاہدہ فرمایا جسے صلح حدیبیہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے یاد رہے جب بھی آپ کو امن اور جنگ دونوں میں کسی ایک کو اختیار کرنے کا موقع ملا تو آپؐ نے ہمیشہ امن کو ترجیح دی۔ یہ معاہدہ ایک وسیع المعیاد معاہدہ (Broad Based treaty) تھا۔ اس معاہدہ میں کم از کم پورے عرب کی حد تک دس سالہ جنگ بندی کے ذریعے امن وامان کو یقینی بنا دیا گیا۔ اگرچہ اس میں ایسی شرائط بھی تسلیم کرنا پڑیں جو بظاہر مسلمانوں کے خلاف تھیں تاہم قرآن حکم نے اس کو فتح مبین کہہ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی الہامی بصیرت پر مہر مثبت کر دی۔ امن وامان بحال ہو گیا۔ تجارتی سرگرمیاں خوب پروان چڑھیں۔ اگلے سال سے حرم کے دروازے مسلمانوں پر کھل گئے۔

اس معاہدہ کا سب سے روشن پہلو مشرکین مکہ سے باہمی تعلقات ہیں جو استوار ہوئے ایک دفعہ یہ تھی یہ جو شخص مدینہ سے مکہ جائے گا وہ واپس نہ کیا جائے گا۔ اس سے جو سماجی وتجارتی روابط بڑھے وہ تو اپنی جگہ صرف ۶ ھ سے ۸ ھ تک مسلمانوں کی تعداد میں کئی گنا اضافہ ہو گیا۔ بڑی بڑی شخصیات نے اسلام قبول کر لیا۔ مولانا شبلی نعمانی لکھتے ہیں: نتائج مابعد نے اس رازِ سر بستہ کی عقدہ کشائی کی اب تک مسلمان اور غفار ملتے جلتے نہ تھے۔ اب صلح کی وجہ سے آمد و رفت شروع ہوئی، خاندان اور تجارتی تعلقات کی وجہ سے کفار مدینہ میں آتے، مہینوں قیام کرتے اور مسلمانوں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے ملتے جلتے تھے۔ باتوں باتوں میں اسلامی مسائل کا تذکرہ آتا رہتا تھا۔ اس کے ساتھ ہر مسلمان اخلاص، حسن عمل، نیکو کاری اور پاکیزہ اخلاق کی ایک زندہ تصویر تھی۔ جو مسلمان مکہ جاتے تھے ان کی صورتیں یہی مناظر پیش کرتی تھیں۔ اس طرح کفار کے دل اسلام کی طرف کھچے آتے تھے۔(۱۱) آج کی دنیا میں مکالمہ کا یہ پہلو نہایت اہمیت کا حامل ہے۔

صلح حدیبیہ کے وسیع تر اثرات کے نتیجے میں جب امن و امان بحال ہو گیا تو آپ نے عالمی سطح پر مکالمہ اور دعوت کا آغاز فرمایا اور عالمی فرماں رواؤں کو دعوتی خطوط تحریر کیئے۔ یہ خطوط بین المذاہب مکالمہ کا ایک اہم ذریعہ تھے۔ ان خطوط کے ساتھ ایسے سفراء روانہ فرمائے جو وہاں کے حالات، زبان، رسم و رواج اور جغرافیہ سے پوری طرح آگاہ تھے۔ ان خطوط کے مطالعہ سے چند مشترکہ نکات ہمارے سامنے آتے ہیں جو آج بھی مکالمہ بین المذاہب کی بنیاد بن سکتے ہیں۔

۱۔ سبھی فرماں رواؤں کو عمدہ اور باوقار انداز سے خطاب کیا گیا دعوت و مکالمے میں دوسرے کی عزتِ نفس سب سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ مثلاً الی النجاشی عظیم الحبشہ، الی ہرقل عظیم الروم۔

۲۔ سبھی فرماں رواؤں کو ان الفاظ کے ساتھ سلام تحریر کیا۔ سلام علی من اتّبع الھدٰی

۳۔ اکثر مکتوبات میں یہ جوامع الکلم تحریر فرمائے۔ اسلم تسلم۔

۴۔ ہر مکتوب میں ان الفاظ کے ساتھ ترغیب فرمائی یؤ تک اللّٰہ اجرک مرّتین.

۵۔ ہر مکتوب میں ان الفاظ کے ساتھ تنبیہ فرمائی۔ فان تولیت فعلیک اثم القبط / المجوس

۶۔ ہر مکتوب میں قرآن حکیم کا انتخاب مخاطب اور مدعو کی نفسیات، اور حالات کے مطابق فرمایا۔ مثلاً سورۃ ال عمران کی آیت یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمة سواء بیننا وبینکم ان لا نعبد الا اللّٰه ولا نشرک به شیئا ولا یتّخذ بعضنا بعضاً اربا باً من دون اللّٰه فان تولّوا فقولوا اشھدوا بانّا مسلمون(۱۲) ہم دیکھتے ہیں بین الاقوامی سطح پر اس مکالمہ کے نتیجے میں تین رویے سامنے آئے

۱۔ بعض فرماں رواؤں نے اسلام قبول کر لیا۔ اطاعت اختیار کر لی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۲۔ بعض فرماں رواؤں نے اطاعت تو اختیار نہ کی لیکن دل جوئی اور نرمی کا رویہ اختیار کیا اچھے الفاظ میں جواب دیا۔ تحفے تحائف بھی دیئے۔

۳۔ بعض بد بخت ایسے بھی تھے جنہوں نے مکتوب گرامی کو چاک کیا اور نازیبا کلمات کہے۔

رسول اللہ ﷺ کو عرب میں غلبہ حاصل ہو گیا تب بھی آپ نے دیگر ریاستوں یا سربراہِ ریاست سے وہ رویہ ہرگز اختیار نہیں فرمایا جو بالعموم فتح مندی کے بعد فاتح روا رکھتے ہیں۔ مثلاً ھوذة بن علی رئیس یمامہ کے نام مکتوب میں تحریر فرمایا: سلٰم علی من اتبع الھدیٰ: یاد رکھو میرا دین عن قریب دور و نزدیک تک غالب آنے والا ہے۔ اس لئے اسلام قبول کرلو۔ اگر اسلام قبول کرلو گے تو تمہارا مقبوضہ تمہارے قبضہ و مغلوب رہے گا۔ (۱۳)

'مدینہ منورہ میں اگر چہ غلبہ اسلام کو حاصل تھا، تاہم حضور اکرمؐ نے سماجی و معاشرتی سطح پر یہود اور دیگر اہل کتاب سے لین دین جاری رکھا'۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔

"ان النبیؐ اشتری طعاماً من یھودی الیٰ اجل ورھنه درعه من حدید"(۱۴)

رسولؐ اللہ نے ایک یہودی سے ایک مدت کے لئے غلہ خریدا اور اس کے پاس اپنی لوہے کی زرہ رہن رکھی۔

حضرت عائشہؓ کی ایک اور روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حیات مبارکہ کے آخری دور کا واقعہ ہے اسی طرح میل جول میں سلام بھی شامل ہے۔

حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ سے صحابہ کرام نے دریافت فرمایا کہ اہل کتاب ہمیں سلام کرتے ہیں ہم انہیں جواب کس طرح دیں آپ نے فرمایا وعلیکم کہو۔ اسی طرح مکتوبات میں آپ نے مخاطب کو سلام کہے۔

عہد نبوی میں اسی بات کا بھی ثبوت ملتا ہے۔ غیر مسلم فرد کو ہی نہیں پورے غیر مسلم وفد کو مسجد میں ٹھرایا گیا۔ حضرت عثمان بن ابی العاص بیان کرتے ہیں کہ قبیلہ ثقیف کا وفد رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے انہیں مسجد میں ٹھرایا تا کہ ان کے دل نرم پڑیں (۱۵)

اسی طرح غیر مسلموں کو تحفے دینے اور اُن کے تحائف قبول کرنے کا ثبوت بھی ملتا ہے۔ حضرت علی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فرماتے ہیں۔

ان کسرٰی اھدی له فتقبّل وانّ الملوك اھدوا الیه فقبل منھم (۱۶)

کسرٰی شاہِ ایران نے آپ کو ہدیہ پیش کیا آپ نے قبول کیا اسی طرح دیگر بادشاہ بھی آپ کو ہدیہ دیتے اور آپ ان کو قبول فرماتے۔

اہل علم کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اسوۂ میں بین المذاہب تعلقات کے حوالے سے مکالمہ کے کئی پہلو پنہاں ہیں۔انہیں آج کی دنیا میں دریافت کرنے کی ضرورت ہے آج کے عالمی حالات کا گہری نظری سے جائزہ لیا جائے تو کم وبیش ہر جگہ تین قسم کے رویے ہمیں ملیں گے۔

۱۔ اہل مکہ کا رویہ۔

۲۔ اہل حبشہ کا رویہ۔

۳۔ اہل مدینہ کا رویہ۔

وطن عزیز میں تعلقات باہمی کی ضرورت:

آج کے حالات میں ہم عالمی سطح اور قومی سطح پر تعلقات باہمی کے لیے مکالمہ بین المذاہب مکالمہ کی بات کرتے ہیں۔لیکن جس ملک میں ہم رہ رہے ہیں الحمدللہ یہاں پر 97% مسلمان آباد ہیں۔تاہم یہاں پر غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت دینے یا اسلام کے قریب کرنے کے لیے بحیثیت مجموعی ہم نے کیا لائحہ عمل اختیار کیا ہے۔ ہمارے گردونواح میں مسیح پورہ، یوحنا آباد، مریم آباد کے نام سے جو بستیاں آباد ہیں کبھی ہم نے ان کے مسائل جاننے کی کوشش کی ہمارے دفتروں اور گھروں میں جو لوگ کام کرتے ہیں جو اسلام کی نعمت سے محروم ہیں۔کبھی ہم نے ان کے بارے میں سوچا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حوالہ جات وحواشی

۱. حٰم السّجدہ :۳۴

۲. الاحزاب ،۲۱

۳۔ تفصیل کے لئے دیکھئے شمس محمد ہمایوں عباس ،سماجی بہبود ،تعلیمات نبوی کی روشنی میں ،مکتبہ جمال کرم ،دربار مارکیٹ ،لاہور ۲۰۰۴ء ص ۲۶ ،۲۷

۴۔ اس دور کے حالات کے لئے دیکھئے :شبلی نعمانی ،سیرت النبیؐ الفیصل ناشران وتاجران کتب ،اردو بازار ،لاہور ،۱۹۹۱ء ۱/۱۳۹-۱۴۹۔

۵۔ ڈاکٹر حمید اللہ نے لکھا ہے۔ یہ خط تاریخ طبری میں مذکور ہے مگر اس میں یہ تفصیل نہیں ملتی کہ خط کیا بھیجا گیا تھا تاہم سیاق وسباق سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ ۷ ھ سے پہلے کا ہے۔ دیکھئے محمد حمید اللہ ،خطبات بہاولپور ،خطبہ ۱۲ ،تبلیغ اسلام اور غیر مسلموں سے برتاؤ ،جامعہ اسلامیہ بہاولپور ، ۱۴۰۱ھ ص ۳۰۵۔

۶۔ یہ تمام واقعات مسند احمد جلد ایک ،صفحہ ۲۰۲ میں مذکور ہیں۔ امام بخاری نے باب ہجرۃ مدینہ میں بھی یہ واقعات نقل کئے ہیں اور نجاشی کی وفات پر باب باندھا ہے باب موت النجاشی۔ مزید دیکھئے سیرت النبی حوالہ مذکور ۱/۱۴۹ تا ۱۵۴

۷۔ حضور اکرمؐ نبوت کے ۱۲ ویں سال اہل مدینہ کی خواہش پر معصب بن عمیر کو داعی و معلم بنا کر بھیجا جس سے مدینہ میں اسلام کی اشاعت بہت تیزی سے ہوئی۔ دیکھئے :اسد الغابہ ،تذکرہ مصعب بن عمیر ،دار احیاء التراث العربی ،بیروت ،۴/۳۶۹۔

۸۔ میثاق مدینہ کی تفصیل دیکھیں :ابن ہشام ،السیرۃ النبویۃ ،رسول اللہ فیما بینہ وبین الیہود ،مکتبہ فاروقیہ ملتان ۲/۱۶ ،ڈاکٹر حمید اللہ ،مجموعہ الوثائق السیاسیۃ للعہد النبوی والخلافۃ الراشدۃ ،دار النفائس بیروت ۱۹۸۳ء ،ص ۵۷-۶۲ ،وہی مصنف ،دنیا کا پہلا تحریری دستور ،

۹۔ ہیکل ،محمد حسین ،حیاۃ محمد ،مطبعہ النہضہ العصریہ ،۱۹۴۸ء ،ص ۲۲۷ ،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۱۰۔ سیرت النبی، حوالہ مذکور، ص ۲۷۵۔

۱۱۔ آل عمران، ۳/ ۶۴

۱۲۔ ابن قیم، زاد المعاد فی هدی خیر العباد، مترجم نفیس اکیڈمی، کراچی ۳/ ۱۱۳ / ۱۹۴

۱۳۔ بخاری کتاب البیوع باب شراء النبی بالنسیئة۔

۱۴۔ مسلم، کتاب السّلام۔

۱۵۔ ابو داؤد کتاب الخراج باب ماجاء فی خبر الطائف

۱۶۔ ترمذی، ابواب السیر، باب ما جاء فی قبول هدایا المشرکین

© rasailojaraid.com